صوم...... اللہ تعالیٰ کا سالانہ تحفہ

تحریر: محمود مرزا جہلمی
مسلم
چیف ایڈیٹر ہفت روزہ "صدائے جہلم"

''صوم'' ایک زبردست روحانی عمل ہے اور روحانی بالیدگی، تازگی اور ترقی کا ذریعہ ہے۔ روزہ مادی قالب کو مادی کثافتوں سے پاک کر کے اسے روح جیسے لطیف امر الٰہیہ کے قیام کے لائق بناتا ہے۔ یہ ایک زبردست حکمتِ الٰہیہ ہے کہ پاکیزہ روح کا گھر مادی جسم کو بنایا۔ دراصل یہی وہ امتحان ہے جو انسان سے لینا مقصود تھا اور اسی میں کامیابی اس کی دنیوی اور اخروی سعادت اور کامیابی کی ضمانت ہے۔

روح کی تطہیر کا سب سے موثر طریقہ روزہ داری ہے۔ یہ نفسِ انسانی میں پاکیزگی کے رجحانات کو ابھارتا ہے۔ حرص وہوا، حسد، بغض، کینہ جیسے کمینہ وادنیٰ وسفلہ جذبات میلانات کو روکتا ہے اور ان کی جگہ زہد، احسان، بھلائی اور خیر کے جذبات کو تقویت دیتا ہے۔ یہی وہ مکارمِ اخلاق ہیں جن سے روح بالیدگی پاتی ہے۔ خواہشات وشہوات کثافتوں کی پرورش کرتی ہیں اور انہی راستوں سے شیطان نفسِ مطمئنہ کو، بے چینی میں مبتلا کرتا ہے۔ اسی لئے ذکر کو اطمینان کے حصول کا ایک ذریعہ بتایا جاتا ہے اور روزہ کثرتِ ذکر کے مواقع مہیا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صائم الدہر ہی قائم اللیل ہوتا ہے اور شب بیداری اللہ تعالیٰ کو بڑی محبوب ہے۔ نماز تراویح کا قیام یہ ضرورت پورا کرتا ہے۔ طویل قیام میں طویل قرأتِ قرآن کی سماعت ذکر کی نہایت ہی ارفع صورت ہے۔ یہی سماعتِ قرآن روح کی غذا ہے۔ اس لئے ہمارا تجربہ ہے کہ رمضان کے دوران روحِ انسانی کا میلان تقویٰ کی طرف ہوجاتا ہے جو روزہ کی غایت ہے۔ تقویٰ وتزکیہ نفس وروح کی لطافتوں میں اضافہ کرتا ہے اور خشیت اور زہد وورع کی کیفیت کو پروان چڑھاتا ہے۔

شیطان متواتر اس کوشش میں لگا رہتا ہے کہ روح کو ناپاک اور بے چین رکھے کیونکہ دل کی معصیت اور بے چینی اپنی تسکین کیلئے شیطان کی پیروی کیلئے ہمہ وقت تیار رہتی ہے۔ یہی وہ کیفیت ہے جس میں روح کی غذا، موسیقی قرار پاتی ہے اور پھر اسی سے وہ راہیں کھلتی ہیں جو انسان کو انسانیت کے مقامِ ارفع سے گرا کر اسفل سافلین کی پستیوں میں ڈال دیتی ہیں۔ روزہ ان سب احتمالات کا انسداد کرتا ہے اور اسی لئے (الصوم جُنّۃ) فرمانِ پیغمبرؐ ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ اس کے فرمانبردار بندے اس سالانہ تحفہ سے بھرپور فائدہ اٹھائیں اور پوری طرح اپنا تزکیۂ نفس کرلیں۔ اپنے بندوں کی آسانی کیلئے اور اپنی راہ کے سالکین کے بچاؤ کیلئے رمضانِ کریم میں شیاطین کو جکڑ دیتا ہے تاکہ وہ پوری دل جمعی اور یکسوئی کے ساتھ اپنے روحانی مراتب بلند کرنے میں کامیاب ہوں۔

روزہ دار جانتے ہیں کہ رمضان شریف کے دوران انسان غیرمحسوس طور پر دنیا اور اس کی لذات سے کتنا

چلا جاتا ہے اور اس میں فکرِ آخرت توانا ہوتی جاتی ہے۔ ہر روزہ دار کا دل تلاوتِ قرآن کی طرف مائل ہوتا جاتا ہے۔ عباداتِ نافلہ سے رغبت ہوتی جاتی ہے۔ ہاتھ غیر ارادی طور پر سخاوت کرنے لگ جاتے ہیں۔ خدا ترسی اور انسان دوستی کے خیالات دل و دماغ میں موجزن رہتے ہیں۔ ان مراحل سے گزر کر اور ان منازل کو طے کرتے کرتے اس میں خدا رسیدگی اس حد تک بڑھ جاتی ہے کہ اس کی روح چاہتی ہے کہ وہ جزوقتی نہیں بلکہ کل وقتی طور پر اپنے رب سے تخلیہ میں بیٹھ جائے۔ اس کی روح دنیا سے اس حد تک اچاٹ ہو جاتی ہے کہ وہ آخری عشرہ ماہ مبارک میں تمام علائق، تمام لذات اور تمام خواہشات سے قطع تعلق کر کے اعتکاف کی خلوتوں میں استراحت پذیر ہو جاتی ہے۔ اعتکاف سراسر روحانی عمل ہے۔ جسم مادی کثافتوں سے پاک ہو کر وہ روحانی ارتقا حاصل کر لیتا ہے کہ جس میں تعلق باللہ، روزہ دار کو دیگر تمام تعلقات سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ وہ اس روحانی لذت کی چاشنی چکھ کر اتنا قربِ الٰہیہ حاصل کر لیتا ہے کہ وہ اس قرب سے ایک لحہ بھر کیلئے بھی دستبردار ہونا گوارا نہیں کرتا اور مسجد میں آڈیرے لگاتا ہے۔ زبان پر حمد و ثنا کے ترانے ہوتے ہیں۔ اس کی زبان اس شیرینی سے ایک منٹ کیلئے بھی الگ نہیں ہونا چاہتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ معتکف خاموش ہو کر رہ جاتا ہے۔ وہ دنیا اور اس کے معاملات سے لاتعلق ہو کر صرف اسی کا ہو رہتا ہے جس کیلئے اس نے روزہ رکھا تھا۔ اسی لئے فرمایا ''روزہ میرے لئے ہے''۔ یہ نزدیکی، یہ قرب روزہ دار اور اس کے رب کے درمیان یہ رازداری ایک عجیب مقام ہے۔ روزہ سب سے بڑی بے ریا عبادت ہے۔ یہ صرف روزہ دار اور اس کا رب ہی جانتا ہے کہ وہ روزہ سے ہے۔ یہ قربِ بادشاہی ہے جو روزہ، روزہ دار کو دلاتا ہے۔

روزہ، بدن کو صرف سفلہ خواہشات کی غلامی ہی سے نہیں آزاد کراتا بلکہ ہر ادنیٰ اور سفلہ قوت کو کمزور کر دیتا ہے جو انسان کو ہوائے نفس کا غلام بناتی ہے۔ گویا بدن جو مادہ کا مرکز ہے، مادی کثافتوں سے پاک ہو کر، روح کا ایک مصفیٰ گھر بن جاتا ہے جس میں روح کو غلبہ اور مادہ کو غلامی حاصل ہوتی ہے۔ اسی کو تزکیہ و طہارتِ نفس کہا جاتا ہے۔ روح مثل پھول کے ہے جو کثافت سے کملا جاتا ہے اور لطافت و نظافت میں اپنی بہار آفرینی دکھاتا ہے۔ اس گلِ نو بہار پر عنادل و بلابل نغمہ سرائی کو آتے ہیں۔ یہ نغمہ پیائی ذکر اور عنادل و بلابل وہ داعیہ ہے جو قلبِ ذاکر میں اٹھتا ہے اور روزہ اس سارے عمل میں مرکزی کردار ادا کرتا ہے۔

کثافت، کششِ ثقل سے متاثر ہو کر ہمیشہ پستی کی طرف مائل رہتی ہے۔ روح جس قدر پاکیزہ ہوتی جاتی ہے، اسی قدر لطیف ہوتی جاتی ہے اور لطافت ہمیشہ بلندی کی طرف عروج کرتی ہے۔ روح لطیف بھی منزل بہ منزل ارتقاء کرتی اور انجام کار اپنے قالب سمیت اس ذاتِ کبریا کا قرب حاصل کر لیتی ہے جس کا یہ امر ہے۔

روزہ لذات کی تہذیب و تربیت کرتا ہے۔ ہوائے نفس کو سرے سے مٹاتا نہیں ہے اور نہ ہی قوائے نفسانیہ کو کچل کر رکھ دیتا ہے۔ گوتم بدھ کو یہیں سے بھول لگی اور اس نے ترکِ دنیا کیا۔ ترکِ لذات کیا اور سخت قسم کی

تپسیا (ریاضت) اپنے اوپر واجب کر لی جس کے نتیجے میں اپنی خداداد لیاقتوں کو برباد کر کے رکھ دیا اور کارِ جہاں میں اپنا کردار ادا کرنا بند کر کے ہمالیہ کے تاریک غاروں میں جا بیٹھا۔ مگر روزہ، ہوائے نفس پر، احکامِ الٰہیہ کا معتدل ڈسپلن نافذ کر کے، ودیعی صلاحیتوں کو کارِ جہاں میں اپنا فطری کردار ادا کرنے کے لائق بنا دیتا ہے۔ سحر وافطار واجب کرتا ہے۔ حتیٰ کہ نفسِ انسانی کے سب سے غالب تقاضا یعنی قوائے شہوانیہ کی تکمیل کو، اگر معتکف نہ ہو، تو عشاء اور سحری کے درمیان مباح ٹھہراتا ہے۔ یعنی روزہ ہوائے نفسانیہ کو کنٹرول میں رکھنے کا ایک تربیتی پروگرام ہے مگر اس کا مقصود سرے سے قوائے شہوانیہ کی جڑ کاٹ دینا نہیں ہے۔ یہ دامن کو خار سے بچانے کی صلاحیت پیدا کرتا مگر سرے سے دامن کو ہی نہیں کاٹ دیتا ہے۔ روزہ ضبطِ نفس سکھاتا ہے نفس کشی نہیں کراتا ہے۔ بعض نادان یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اتنے سال، کم از کم بارہ سال حرم میں نہیں گئے ہیں۔ بارہ سال چپ کا روزہ رکھا بارہ سال فلاں کھوہ یا غار میں چلہ کشی کی ہے۔ بارہ سال یہ نہیں کیا، وہ نہیں کیا۔ یہ سب دعاوی باطل ہیں اور نہ ان سے کچھ روحانی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ ہندو جوگیوں اور سنیاسیوں کا طریقہ کار تھا جسے مسلمانوں نے زبانی یا عملی طور پر اپنا لیا ہے۔ جنگ بدر رمضان المبارک میں لڑی گئی تھی۔ حضور اقدس ﷺ عصر تک روزہ کے ساتھ دشمن کے خلاف تیغ بکف نبرد آزما رہے اور پھر افطار کا حکم دیا۔ اس سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ روح کی تربیت میدانِ عمل وجہاد میں ہوتی ہے۔ ترکِ دنیا، ترکِ لذات، چلہ کشی وغیرہ میں نہیں ہوتی۔ اسلام رمضان اور غیر رمضان کیلئے فکر وعمل اور ذکر وعمل کا ایک نہایت ہی جامع، مربوط اور پُر حکمت پروگرام پیش کرتا ہے۔ یہ پروگرام میدانِ عمل میں بھرپور سرگرمی کا ہنر سکھاتا ہے۔ اس پروگرام میں نمک یا چینی کا استعمال ممنوع نہیں ٹھہرایا گیا۔ نہ ہی حرم سے قلع تعلق کا درس دیا گیا ہے۔ کارِ جہاں سے لاتعلقی میں کوئی حکمت نہیں ہے۔ کیونکہ دنیا، دین کی تجربہ گاہ ہے۔ یہ دنیا اس لئے ہے کہ اس کے تقاضے دین کے تحت پورے کئے جائیں۔ ترک دنیا کے بعد، دین کو برتا ہی نہیں جا سکتا۔ دین اس لئے نہیں آیا تھا کہ بندے دنیا کو چھوڑ کر جانوروں کی طرح کھوہوں اور غاروں میں گھس جائیں اور عضوِ معطل ہو کر رہ جائیں۔ انسانی تخلیق کا مقصد ہی یہ تھا کہ انسان زندگی اسلام کے مطابق گزارے اور یہ یاد رکھے کہ مرنے کے بعد اسے ﴿أیکم أحسن عملاً﴾ کا ثبوت پیش کرنا ہے۔ اسلام کی گوشہ نشینی صرف رمضان کا اعتکاف ہے جس کے واضح احکامات حدیث نبوی ﷺ میں موجود ہیں مسلسل شب بیداری سے انسان کے قوائے عمل ضعیف ہو جاتے ہیں، اس لئے صرف تہجد کا جاگنا محمود ٹھہرایا اور باقی رات کا سونا واجب کیا۔ سو ماہ رمضان کے روزے، وہ سالانہ تحفہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں کو بھیجا جاتا ہے۔ اس تحفہ آسمانی کے ملنے پر شکر واجب ہے اور شکر کا تقاضا یہی ہے کہ رمضان کے روزے، پورے تقاضوں اور پوری شرائط کے ساتھ رکھے جائیں۔

والحمد للہ رب العالمین